شیخ نجم الدینؒ کی تفسیر التأویلات النجمیہ کے منہج واسلوب کا علمی و تحقیقی جائزہ

An Academic and Analytical Study of the Methodology and Style of Sheikh Najm al-Din's Tafsir Al-Taʾwilat al-Najmiyyah

Rahmat Gul
PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: rahmatgul495@gmailcom
Dr. Badshah Rehman
Associate Professor, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: badshah742000@yahoo.com
Dr. Janas Khan
Professor, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: drjanaskhan9911@gmail.com

Abstract
Tafsir Al-Ta'wilat al-Najmiyyah by Shaykh Najm al-Din is a famous Sufi commentary of the Qur'an. It was later completed by Ala al-Dawlah al-Simnani under the title Ayn al-Hayat. This tafsir is one of the important spiritual commentaries written in the 7th century Hijri and reflects the Sunni approach to Sufism. Shaykh Najm al-Din focused not only on the outer meanings of the Qur'an but also on its inner and spiritual lessons. His main aim was to guide people on the path of self-purification (tazkiyah) and closeness to Allah. He interpreted verses with the help of examples, symbols, and spiritual insights, while remaining within the teachings of the Qur'an and Sunnah. He rejected extreme or deviant Sufi beliefs such as hulul (incarnation) and wahdat al-wujud (unity of existence). He also criticized wrong ideas of groups like the Qadariyyah, Jabariyyah, Shiah, and philosophers. His style combines deep knowledge, clear expression and beautiful language. This tafsir shows how Sufism can stay connected to the Shariah and offers spiritual lessons through reflection, reason, and revelation. Overall, this work provides a balanced example of how Islamic mysticism can remain faithful to orthodox Islam.
Keywords: Tafsir Al-Ta'wilat al-Najmiyyah.Shaykh Najm al-Din, Ala al-Dawlah al-Simnani, Sufi commentary, Spiritual interpretation, Tazkiyah, Hulul, Wahdat al-wujud, Sunni Sufism, Criticism of deviant sects

تعارف موضوع

قرآن حکیم اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام مبارک ہے اور انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آخری کتاب ہے جو اپنے الفاظ اور معانی کے اعتبار سے مکمل محفوظ ہے اور تا قیامت اسی طرح محفوظ رہے گا۔ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد انسانوں کی ہدایت ہے۔ قرآن مجید کے آغاز نزول سے لے کر اب تک مسلمانوں نے اس کے مطالب ومعانی، احکام ومسائل اور اسرار وحکم معلوم کرنے کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ عہد رسالت سے کر دور حاضر تک ہزاروں تفاسیر لکھی گئی اور لکھی جارہی ہیں لیکن قرآنی اسرار ونکات ختم ہونے میں نہیں آتے۔ صوفیائے کرام نے بھی تفسیر کی میدان میں خدمات انجام دی ہیں۔ صوفیائے کرام کی تفسیر کو تفسیر اشاری کہا جاتا ہے۔ ان کی تفسیر عام مفسرین سے کچھ مختلف ہوتی ہے۔ صوفیاء قرآن مجید کی ظاہری تفسیر کو بالکل صحیح مانتے ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ قرآنی آیت کے تحت اپنے ان وجدانیات کا ذکر کرتے ہیں جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔

تفسیر اشاری میں ایک مشہور تفسیر شیخ نجم الدینؒ کی تفسیر "التاویلات النجمیہ" ہے۔ یہ تفسیر چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ شیخ نجم الدینؒ نے اس تفسیر کی پہلی پانچ جلدیں لکھی تھی کہ وفات پائی۔ چھٹی جلد اس کا تکملہ علاء الدولہ سمنانیؒ نے کیا۔ التأویلات النجمیہ محض ایک عام تفسیر نہیں بلکہ یہ صوفیانہ وجدان، عرفانی ذوق، باطنی تدبر اور قرآنی اشارات کی ایک گہری علمی وروحانی تعبیر ہے۔ یہ تفسیر اس بات کا اظہار ہے کہ قرآن مجید نہ صرف ظاہری احکام وتعلیمات پر مشتمل ہے بلکہ اس کے اندر ایک باطنی وروحانی جہان بھی پنہاں ہے، جس تک رسائی عرفانِ باطن اور صفائے قلب کے ذریعے ممکن ہے۔ اس تفسیر کا مطالعہ دور حاضر میں اشاری تفسیرات کے صحیح رخ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس تفسیر کی اہمیت کی پیش نظر زیر نظر مقالہ میں شیخ نجم الدینؒ کا تعارف اور اس کا تفسیری منہج واسلوب تحقیقی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

شیخ نجم الدینؒ کا تعارف: شیخ نجم الدینؒ کی ولادت 573ھ (1) میں ایران کے شہر رے میں ہوئی تھی۔ (2) آپ کا پورا نام علامہ نجم الدین ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن الشاهانور الرازیؒ ہے۔ آپ دایہ کے نام سے بھی مشہور تھے۔ (3) ان کی وفات 654ھ میں ہوئی ہے۔ شونیزیہ بغداد میں ان کا مزار ہے۔ (4)

آپؒ ایک معروف صوفی، مفسر، مصنف اور عالم تھے۔ان کا تعلق سلسلہ کبرویہ سے تھا جو اسلامی تصوف کے اہم سلسلوں میں سے ایک ہے۔یہ سلسلہ ان کے پیر شیخ نجم الدین کبریٰؒ(5) کی طرف منسوب ہے۔ شیخ نجم الدین دایہؒ نجم الدین کبریٰؒ کے ممتاز شاگردوں اور رفقاء میں سے تھے۔ ذہبیؒ نے نجم الدینؒ کے ان اساتذہ کا ذکر کیا ہے:"عبد المعز الہروی، منصور بن الفراوی، ابو الجناب احمد بن عمر الخیوقی، المؤید الطوسی، ابن السمعانی، عبد الوہاب بن سکینہ، زینب الشعریہ، عبد المحسن بن الطوسی، مسمار بن العویس، ابو رشید محمد بن ابو بکر الغزال، اور ابو بکر عبد اللہ بن ابراہیم بن عبد الملک الشحاذی۔"(6)

علمی مقام

شیخ نجم الدینؒ کا علمی مقام انتہائی بلند ہے جو ان کی تعلیمات، تصانیف اور صوفیانہ مکتبہ فکر میں ان کے کردار سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف خصوصاً ان کی تفسیر التاویلات النجمیہ جسے بحر الحقائق والمعانی فی تفسیر السبع المثانی بھی کہا جاتا ہے اور مرصاد العباد سے ان کی علمی عظمت نمایاں ہوتی ہے۔ان کی تفسیر میں جابجا احادیث اور اقوال صوفیاء ان کے متنوع علمی مصادر کو اجاگر کرتا ہے۔ان کی کتاب مرصاد العباد آج تک تصوف اور فارسی ادب میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔طبقات المفسرین میں آپ کے بارے میں لکھا گیا ہے:"كَانَ شَيخا زاهدا متورعا عَالما فِي الطَّرِيقَة والحقيقة"(7) ترجمہ "وہ ایک زاہد، متقی اور پرہیز گار شیخ تھے، جو طریقت اور حقیقت کے علم میں ماہر تھے۔"

تفسیر التاویلات النجمیہ کا تعارف

تفسیر التاویلات النجمیہ شیخ نجم الدینؒ کی مشہور اشاری، صوفی تفسیر ہے جس کا تکملہ علاء الدولہ سمنانیؒ نے عین الحیاۃ کے نام سے کیا ہے۔یہ تفسیر ساتویں صدی ہجری کی ایک اہم تفسیر ہے جو اہل سنت کے نقطہ نظر سے عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ شیخ نجم الدینؒ نے اس تفسیر کو سورۃ الذاریات تک لکھا تھا کہ وفات پا گئے اس لئے سورۃ الطور سے اخیر تک علاء الدولہ سمنانیؒ(8) نے اسے مکمل کیا۔ یہ تفسیر ایران سمیت مختلف ممالک سے شائع ہوئی ہے۔اس کا ایک نسخہ چھ جلدوں میں دار الکتب العلمیہ بیروت سے شیخ احمد الفریدی کی تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔یہ تصوف و سلوک کے گہرے مباحث پر مبنی ہے۔ یہ تفسیر تصوف کے قارئین کے لیے ایک روحانی رہنما کی حیثیت رکھتی ہے اور اسلامی علوم میں باطنی تفہیم کا ایک منفرد شاہکار ہے۔

ڈاکٹر ذہبیؒ تفسیر التاویلات النجمیہ کا تعارف اس طرح کرتے ہیں۔

"یہ تفسیر پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کا ایک قلمی نسخہ دارالکتب قاہرہ میں موجود ہے۔اس کی چوتھی جلد سورۃ الذاریات کی آیت:17۔18 پر ختم ہو جاتی ہے۔نجم الدینؒ نے یہ تفسیر یہاں تک لکھی تھی کہ وفات پاگئے۔پانچویں جلد اس تفسیر کا تکملہ ہے، جسے علاء الدولہ سمنانی نے لکھااور نجم الدین دایہ کی تفسیر کی تکمیل کے طور پر شامل کیا۔(9)

تفسیر التأویلات النجمیہ کے بارے میں ایک بڑا مغالطہ یہ پایا جاتا ہے کہ یہ شیخ نجم الدین کبریٰؒ اور علاء الدولہ سمنانیؒ کی تفسیر ہے لیکن یہ دراصل شیخ نجم الدین کبریٰؒ کی نہیں بلکہ ان کے شاگرد اور مرید شیخ نجم الدین دایہؒ کی تصنیف ہے جس کا تکملہ علاء الدولہ سمنانی نے مرتب کیا ہے۔ڈاکٹر ذہبیؒ نے بھی اپنی کتاب التفسیر والمفسرون میں اسے شیخ نجم الدین دایہؒ ہی کی طرف منسوب کیا ہے جس کا حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔

تفسیر التأویلات النجمیہ کی اہمیت

تفسیر التأویلات النجمیہ اشاری تفاسیر میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے اور اہم بنیادی ماخذ کے طور پر شمار ہوتی ہے۔یہ مفسرین اور صوفیاء کے نزدیک بہت مقبول ہے۔ اس تفسیر سے کئی دیگر تفاسیر، جیسے روح البیان، روح المعانی، اور غرائب القرآن نے نقل کیا ہے۔سب سے زیادہ روح البیان نے اس تفسیر سے اخذ کیا ہے۔

تفسیر التأویلات النجمیہ کا منہج واسلوب

تفسیر باطنی

تفسیر التاویلات النجمیہ چونکہ بنیادی طور پر اشاری تفاسیر میں شمار کیا جاتا ہے اس لئے اس میں باطنی، روحانی اور اخلاقی تفسیر کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے۔اس میں شیخ نجم الدینؒ ظاہری تفسیر کے ساتھ ساتھ آیت کی باطنی تفسیر بھی کرتے ہیں اور بعض آیات میں تصوف و سلوک کے مسائل زیر بحث لاتے ہیں۔ان کی باطنی تفسیر میں رموز واستعارات، عقل و نقل کے ساتھ ذوق وکشف کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔

شیخ نجم الدینؒ ہمیشہ قرآن وسنت کے مطابق ہی باطنی تفسیر بیان کرتے ہیں اور وہ کسی ایسی باطنی تفسیر کے قائل نہیں جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔وہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:" ولا يظنن جاهل أن مثل هذه التحقيقات تدل على إبطال ما هو المفهوم من ظاهر الآية وإبطال ما قرره العلماء والكبراء من المعاني الظاهرة! حاشا وكلا؛ ولكن قال صلى الله عليه وسلم" :إن للقرآن ظهراً وباطناً "(مسلم)فظاهره يدل على ما فسره العلماء، وباطنه يدل على تحقيق أهل التحقيق بشرط أن يكون موافقاً للكتاب والسنة ويشهدان عليه بالحق فإن كل حقيقة لا يشهد عليها الكتاب والسنة فهي إلحاق وزندقة ۔(10)ترجمہ"

اور کوئی جاہل یہ نہ سمجھے کہ ایسی تحقیقات آیت کے ظاہری مفہوم کو رد کرتی ہیں یا ان معانی کو منسوخ کرتی ہیں جو علماء و کبراء نے ظاہر کے مطابق بیان کیے ہیں، ایسا بالکل نہیں؛ بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اس کا ظاہر وہی معنی ہیں جو علماء نے بیان کیے، اور اس کا باطن وہ گہرے حقائق ہیں جن کو اہلِ تحقیق دریافت کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق ہوں اور ان کی تصدیق ان دونوں سے ہو۔ کیونکہ ہر وہ حقیقت جو قرآن و سنت سے مطابقت نہ رکھے، وہ الحاد و زندقہ کے مترادف ہے۔

ظاہری تفسیر

شیخ نجم الدینؒ ظاہری تفسیر کو مقدم تسلیم کرتے ہیں اور عام طور پر تفسیر اشاری کے ساتھ ساتھ تفسیر ظاہری بھی بیان کرتے ہیں تاکہ دونوں کا توازن برقرار رہے۔ مثلا يُخَادِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلاَّ أَنْفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں" أي: يمكرون بالله والمؤمنين بإظهار الإيمان وإخفاء الكفر لينالوا من الله والمؤمنين منافع الإيمان من الأمان عن القتل والنهب والأسر وغير ذلك من تظلم مصالح الدنيا"ترجمہ ""وہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ مکر کرتے ہیں، ایمان کا اظہار کر کے اپنے کفر کو چھپاتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں سے دنیاوی فائدے حاصل کر سکیں، جیسے کہ قتل و قید سے حفاظت اور دیگر دنیاوی فائدے۔"

اسی طرح وہ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے دشمن قوموں جیسے اوس اور خزرج کے دلوں میں محبت پیدا کی اور انہیں دینی بھائی بنا دیا۔"(11) اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ آیت کے سیاق و سباق اور شان نزول کو بھی مدنظر رکھتے ہیں اور وہ الفاظ کے لغوی مطلب، آیت کے تاریخی پس منظر اور قرآن کے عمومی پیغام سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کرتے۔

شیخ نجم الدینؒ کسی جگہ ظاہری تفسیر نہیں بھی کرتے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ظاہری تفسیر کو رد کر دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی تفسیر کے شروع میں وضاحت کی ہے کہ "کوئی جاہل یہ نہ سمجھے کہ ایسی تحقیقات ظاہر آیت کے مفہوم کو رد کرتی ہیں یا ان معانی کو منسوخ کرتی ہیں جو علماء و کبراء نے ظاہر کے مطابق بیان کیے ہیں، ایسا ہرگز نہیں"(12)

تفسیر القرآن بالقرآن

قرآن مجید کی تفسیر کا سب سے معتبر ماخذ یہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر دوسری قرآنی آیات سے کی جائے۔ التاویلات النجمیہ میں سب سے زیادہ توجہ اس قسم کی تفسیر پر دی گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ

یہ تفسیر محض عقل وکشف پر مبنی نہیں بلکہ قرآن وحدیث کی بنیاد پر لکھی گئی ہے مثلاإِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ کی تشریح میں وہإِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ کی آیت سے استشہاد کرکے واضح کرتے ہیں کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر کوئی اختیار نہیں۔(13)۔

اسی طرح انہوں نے آیت "وَٱلْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ"(14) کی تائید میں "خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعاً" (15)"وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي ٱلسَّمٰوٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ"(16) پیش کرکے یہ مفہوم واضح کیا ہے کہ تمام مخلوقات کو انسان کی منفعت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔وہ قرآن مجید سے صوفیانہ تعبیرات اور اشارات بھی عموما قرآن مجید ہی کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

تفسیر القرآن بالحدیث

تفسیر کا دوسرا معتبر ماخذ احادیث ہیں۔التاویلات النجمیہ اگرچہ بنیادی طور پر اشاری تفسیر ہے مگر اس میں آیات کی تائید اور وضاحت کے لئے احادیث نبویہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔مثلاإِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا کا مفہوم واضح کرتے ہوئے وہ حدیث قدسی" وإن اقترب إلي شبرا، تقربت إليه ذراعا. وإن اقترب إلي ذراعا، اقتربت إليه باعا. وإن أتاني يمشي، أتيته هرولة(17) ،کو پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی کو مزید واضح کرتے ہیں۔(18)

اس تفسیر میں احادیث کو صوفیانہ معانی کی تائید کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے اندر زیادہ تر احادیث صحیح ہیں تاہم اس میں بعض مقامات پر ضعیف اور غیر مستند احادیث موجود ہیں جو صوفیانہ تفاسیر میں عموما باطنی معانی اور روحانی نکات کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔قارئین کو اس کے بارے میں ہوشیار رہنا چاہیے۔

صوفیاء کے اقوال سے استفادہ

شیخ نجم الدینؒ خود بھی ایک ممتاز صوفی تھے۔وہ اپنی تفسیر میں نہ صرف اپنے ذاتی مشاہدات و واردات شامل کرتے ہیں بلکہ دیگر صوفیاء کے اقوال اور افکار سے بھی استفادہ کرتے ہیں اور ان کی آراء کو باطنی تشریحات میں استعمال کرتے ہیں۔خصوصی طور پر وہ شیخ جنید بغدادیؒ(19)،ابو یزید بسطامیؒ(20)اور شیخ ابو الحسن خرقانیؒ(21)کے اقوال وتعلیمات سے استفادہ کرتے ہیں مثلاوہ آیت "وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ" کے تحت مرشد کی اطاعت وادب بیان کرتے ہوئے شیخ جنید بغدادیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قال الجنيد رحمه الله: من قال لأستاذه لم لا يفلح أبداً۔(22)ترجمہ "شیخ جنید رحمہ اللہ نے فرمایا:"جس نے اپنے استاد سے کہا: کیوں؟وہ کبھی کامیابی نہیں پا سکتا۔"

لغوی و نحوی تحقیق

شیخ نجم الدینؒ آیت کی گہرائی تک پہنچنے کے لیے الفاظ کے لغوی معانی اور نحوی قواعد کو بنیاد بناتے ہیں۔ مثلاوہ آیت لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ لفظ "کاد" فعل کے یقینی طور پر واقع ہونے کے لیے نہیں آتا، بلکہ اس کے قریب ہونے کے لیے آتا ہے، جیسے اللہ کا فرمان ہے تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ (23) یعنی آسمان پھٹنے کے قریب ہوگئے، مگر حقیقت میں نہیں پھٹے۔ اور جب "کاد" کے ساتھ "لا" یعنی حرفِ نفی داخل ہوتا ہے تو ہمیشہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فعل بالآخر واقع ہوتا ہے جیسے فرمایا: فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (24) یعنی وہ ذبح کرنے کے قریب بھی نہیں تھے مگر آخرکار ذبح کر ہی لیا۔ اسی طرح یہاں فرمایا گیالا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ، یعنی وہ بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں تھے جس سے ذوالقرنین کا دل نرم ہو جاتا اور وہ ان کے لیے دیوار بنانے پر آمادہ ہوتا، لیکن پھر بھی وہ سمجھ گئے اور یہ فہم اللہ کی طرف سے الہام کے ذریعے عطاہوا۔ (25) اسی طرح "الحمد" کے لفظ میں موجود الف ولام کو استغراقِ جنس قرار دیتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر قسم کی حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔ پھر وہ "لِلّٰہِ" کی لام کو لامِ تملیک قرار دیتے ہیں، یعنی یہ حمد تمام تر حقیقتاً اسی کی ملک ہے۔ (26)

عربی اشعار سے استدلال

شیخ نجم الدینؒ اپنی تفسیر میں اپنے مؤقف کی تائید کے لئے عربی اشعار سے بہت زیادہ استدلال کرتے ہیں۔ یہ اشعار عموماً صوفی شعراء کے ہوتے ہیں جن میں فنائے نفس، بقاء باللہ، عشق و معرفت اور قرب الٰہی جیسے موضوعات بیان ہوتے ہیں مثلاً وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا کی اشاری تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ انسان جب اپنے نفس کو فنا کرتا ہے تو اس کا دل روحانی طور پر زندہ ہوتا ہے۔ اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے وہ یہ شعر پیش کرتے ہیں:

أَقتلوني يا ثِقاتي　　　إنَّ في قَتلي حَياتي

ترجمہ: مجھے قتل کر دو، اے میرے قابلِ اعتماد دوستو! کیونکہ میرے قتل میں ہی میری روحانی زندگی ہے۔

پھر ایک اور شعر پیش کرتے ہیں:

سِرْ بالإرادةِ تَحْيَ بالطبيعةِ　　　أو مُتْ بالطبيعةِ تَحْيَ بالحقيقةِ(27)

ترجمہ: اگر تو ارادے یعنی نفس و طبیعت کے ساتھ چلے گا تو صرف مادی زندگی پائے گا، لیکن اگر تو اپنی طبیعت کو مٹا دے گا، تو حقیقت کی زندگی حاصل کرے گا۔

اسی طرح اس بات کو واضح کرنے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب کچھ فانی اور زائل ہے، انہوں نے لبید کا یہ شعر پیش کیا ہے:

ألا كلَّ ما خلا الله باطلُ وكلُّ نعيمٍ لا محالة زائلُ[28]

ترجمہ: خبر دار، جو کچھ بھی اللہ کے سوا ہے وہ سب باطل ہے اور ہر نعمت دنیوی آخر کار زوال پذیر ہے۔

حروف مقطعات کی اشاری تفسیر

قرآن مجید کی انتیس سورتوں کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے۔ یہ کل چودہ حروف ہیں۔ شیخ نجم الدین دایہؒ کے نزدیک حروفِ مقطعات اللہ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان راز و محبت کی علامتیں ہیں جن کا کامل فہم دوسرے انسانوں کو حاصل نہیں، حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام کو بھی اس کا فہم نہیں۔ یہ حروف اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ کا کلام سورتوں اور الفاظ تک محدود نہیں بلکہ ازلی، ابدی اور لامحدود ہے۔ ان کا نزول انسان کی عقل کو یہ سمجھانے کے لیے ہے کہ کلامِ الٰہی کی حقیقت ہر حد سے ماوراء ہے۔[29] لیکن وہ حروف مقطعات کے کچھ اشارات، روحانی تاویلات اور عرفانی نکات بیان کرتے ہیں تا کہ سالکین ان اشارات کے ذریعے اس راز کے دروازے پر دستک دے سکے مثلا سورہ بقرہ کی "الم" کو وہ بندے کی عبادت و مناجات کی نشانی قرار دے کر فرماتے ہیں کہ "الف" قیام، "لام" رکوع، اور "میم" سجدے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو نماز کے بنیادی ارکان ہیں اور نماز چونکہ مؤمن کا معراج ہے، اس لیے یہ بندے کے قربت الٰہی کی طرف سفر کی نشانی ہے۔ چنانچہ ان حروف کے بعد "ذَلِكَ الْكِتَابُ" کی ہدایت، اس سلوک و مناجات کا نتیجہ ہے۔[30]

فرق باطلہ کا رد

تفسیر التاویلات النجمیہ چونکہ اہل سنت کی نمائندہ تفسیر ہے اس لئے مصنف نے اپنی تفسیر میں جابجا باطل فرقوں پر رد کیا ہے۔ مثلا آیت وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ کے تحت انہوں نے یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد حکیمانہ اور صوفیانہ انداز میں کیا ہے۔ انہوں نے نصاریٰ کے عقیدۂ ابن اللہ کو عقلی و روحانی دلائل سے باطل ثابت کیا ہے اور یہود کے انکارِ مسیح کی تردید کرتے ہوئے نزولِ مسیح کے بعد ان کے ایمان لانے کو دلیل بنایا ہے۔[31] اسی طرح إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کے تحت انہوں نے قدریہ اور جبریہ کا رد کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ انسان نہ بالکل مجبور ہے اور نہ مکمل خود مختار بلکہ انسانی افعال اللہ کی مشیت سے ہوتے ہیں اور انسان کو اختیار بھی حاصل ہے۔[32]

انہوں نے امتِ مسلمہ کے غالی فرقوں پر بھی سخت تنقید کی ہے، جو ان کے وسعتِ نظر، اصلاحی رجحان اور مسلکِ اہل سنت سے وابستگی کی واضح دلیل ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے اپنی تفسیر میں شیعہ غالیوں پر تنقید کی ہے جنہوں نے حضرت علیؓ کو الوہیت کا مقام دے دیا۔ اسی طرح انہوں نے معتزلہ کی طرف سے صفاتِ الٰہیہ کا انکار اور مشبّہہ کی طرف سے صفات کو تشبیہ کے درجے تک پہنچانے کی غلطی کو بھی واضح کیا ہے۔[33]

تصوف میں فکری انحرافات کی نشاندہی اور اصلاح

شیخ نجم الدینؒ اپنی تفسیر میں صوفیانہ انحرافات جیسے حلول، اتحاد وغیرہ پر شدید نقد کرتے ہیں مثلا وہ آیت "قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ" کی تفسیر میں بعض گمراہ صوفیاء کے شرک کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "يعني: حين تجلى لكم نور من أنوار صفاته فبعضكم يشرك به ويقول أنا الحق، وبعضكم يقول سبحان ما أعظم شأني۔"[34] ترجمہ "جب تم پر اللہ کی صفات کا نور تجلی کرتا ہے، تو تم میں سے بعض لوگ شرک کے مرتکب ہوتے ہیں، جیسے کوئی کہتا ہے " أنا الحق" اور بعض کہتے ہیں "سبحان ما أعظم شأني۔

یہاں شیخ نجم الدینؒ ایک باطنی اور خفی شرک کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو روحانی تجربے یا تجلیاتِ صفاتِ الٰہی کے دوران سالکین پر وارد ہوتا ہے۔ بعض اہل تصوف اس حال میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو حق یا معبود کا مظہر سمجھ بیٹھتے ہیں، جس سے وحدۃ الوجود کی انتہا پسندی یا حلول و اتحاد جیسے افکار جنم لیتے ہیں۔ یہاں پر وہ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اعلیٰ روحانی مقامات پر بھی اخلاص، عبودیت، اور عاجزی کو ترک کرنا خطرناک گمراہی میں داخل کر دیتا ہے۔

اسی طرح وہ اس انحراف کی تردید کرتے ہیں جو بعض صوفی حلقوں میں اولیاء یا انبیاء کے علمِ غیب کے دعووں کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں" وعنده مفتاح الغيب لأنه لا خالق إلا هو وليس لنبي ولا لولي مدخل في هذه المفاتيح ولا في استعمالها لأنه مختص بالخالق"[35] ترجمہ:"غیب کی کنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں یعنی ان کا علم صرف اُسی کو ہے کیونکہ اللہ ہی خالق ہے۔ اور کسی نبی یا ولی کا ان کنجیوں تک پہنچنا یا ان میں تصرف کرنا ممکن نہیں، کیونکہ یہ صرف خالق کے لیے خاص ہے۔"

یہاں شیخ نے ان صوفی گروہوں کے نظریے کی تردید کی ہے جو انبیاء واولیاء کے لیے مطلق علمِ غیب یا غیب پر تصرف کا عقیدہ رکھتے ہیں
اور کشف و مکاشفہ کو وحی یا یقینِ قطعی کا درجہ دیتے ہیں یا علمِ لدنی کو علمِ غیب کے ہم معنی سمجھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے روحانی فضائل، کمالات و خصوصیات کا بیان

شیخ نجم الدینؒ نے نبی کریم ﷺ کی روحانی فضائل، خصوصیات اور کمالات کو ایک عرفانی انداز میں بیان کیا ہے۔انہوں نے نبی کریم ﷺ کی روح کو تمام ارواح کی "اصل" قرار دیا ہے اور اس کے لئے تفصیلی دلائل پیش کی ہیں۔وہ فرماتے ہیں"اعلم أن الأرواح كلها خلقت من روح النبي صلى الله عليه وسلم وأن روحه أصل الأرواح، فكما كان آدم عليه السلام أبا البشر فكان النبي صلى الله عليه وسلم أبا الأرواح"([36])ترجمہ "جان لو کہ تمام ارواح نبی کریم ﷺ کی روحِ مبارک سے پیدا کی گئی ہیں اور آپ کی ذات تمام ارواح کی بنیاد ہے۔ جس طرح حضرت آدمؑ ابو البشر ہیں،اسی طرح نبی اکرم ﷺ ابو الارواح ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے وہ آیت ٱلَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ ٱلْكِتَابَ([37])کی تفسیر میں اس بات کو اجاگر کرتے ہیں کہ لفظ عبد کا مطلق استعمال بغیر نام کے صرف نبی اکرم ﷺ کے لیے ہوا ہے۔دیگر انبیاء جیسے زکریا کے ساتھ نام بھی ذکر کیا گیا مثلاً عَبْدَهُۥ زَكَرِيَّآ([38])،جب کہ نبی ﷺ کا ذکر محض "عبده" کے طور پر عزت و شرف سے کیا گیا مثلاً سُبْحَانَ ٱلَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ([39])

تصوف کی اصطلاحات کا استعمال

تفسیر التاویلات النجمیہ میں مصنف نے تصوف کی عام اصطلاحات جیسے فناء،بقاء،الٰہی تجلی ،نور،تزکیہ ،مجاہدہ وغیرہ کو نمایاں جگہ دی ہے۔وہ انسان کے ظاہری حواس خمسہ کے علاوہ پانچ باطنی حواس عقل،دل،سر،روح اور خفی کا تذکرہ بھی کرتے ہیں اور انہیں باطنی حقائق کے ادراک کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔([40])

نفس انسانی کی روحانی تربیت کی تلقین

تفسیر التاویلات النجمیہ نفس کی پاکیزگی،دنیاوی خواہشات سے کنارہ کشی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت کی طرف مائل کرنے کا درس دیتی ہے۔ شیخ نجم الدینؒ قرآن مجید کی آیات کی تفسیر کے دوران نفس، قلب،روح اور باطن کی اصلاح کو مرکزی موضوع بناتے ہیں۔ وہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ انسان کا نفس طبیعتاً شر کی طرف مائل ہوتا ہے،اور جب تک اسے شریعت و معرفت کے ذریعے پاک نہ کیا جائے،وہ روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔وہ نفس کو حیوانی جبلت کا مجموعہ قرار دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ جب تک انسان اپنے نفس کے حیوانی رجحانات جیسے غصہ، شہوت، حسد، حب دنیا کو نہ چھوڑے،وہ حقیقی بندگی تک نہیں پہنچ سکتا۔

اعمال باطنی کی ترغیب

شیخ نجم الدینؒ ظاہری اعمال اور باطنی اعمال میں تفریق نہیں کرتے بلکہ ان دونوں کو لازم اور ملزوم سمجھتے ہیں: وہ لکھتے ہیں: والمتقون هم الذين أوفوا بعهد الله من ميثاقه ووصلوا بها ما أمر الله به أن يوصل به من مأمورات الشرع ظاهرة وباطناً وانقطعوا عما نهاهم عنه من منهيات الشرع ظاهراً وباطناً۔(41)"اور متقی لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیے گئے وعدے کو اس کے میثاق کے مطابق پورا کیا اور اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جن احکام کے باہم جوڑنے کا حکم دیا ہے، انہیں ظاہری اور باطنی طور پر جوڑے رکھا۔ نیز جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، خواہ وہ شریعت کی ظاہری منہیات ہوں یا باطنی، ان سے مکمل طور پر قطع تعلق کر لیا۔"

ادبی جمال

شیخ نجم الدینؒ نہ صرف ایک عارف باللہ اور صاحب کشف و مجاہدہ صوفی تھے بلکہ بلند پایہ ادبی ذوق کے بھی حامل تھے۔ ان کی تفسیر میں جابجا ادبی جمالیات نظر آتی ہیں جو نہ صرف بیان کی فصاحت و بلاغت کو ظاہر کرتی ہیں بلکہ روح پر اثر انداز ہونے والی باطنی معنویت بھی رکھتی ہیں۔ وہ قرآنی الفاظ و معانی کی وضاحت میں تشبیہات اور استعارات سے ایسا کام لیتے ہیں کہ معنی کی تہہ میں موجود روحانی مفہوم بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ وہ ظاہری و باطنی، نور و ظلمت، طبع و شرع جیسے متضاد جوڑوں کے ذریعے گہری فکری کشمکش اور روحانی ترقی کی منازل کو بیان کرتے ہیں۔ ان کی تحریر میں بیانیہ ہم آہنگی ہے، جو قاری کو ایک مسلسل روحانی تجربے سے گزارتی ہے۔ جملوں کی ساخت، تکرار اور مترادفات کا استعمال ایک خاص نغمگی پیدا کرتا ہے۔

خطاباتی اور نصیحت آمیز انداز

تفسیر کے بعض آیات میں شیخ نجم الدینؒ براہ راست سالکین اور طالبان حق سے مخاطب ہوتے ہو کر نصیحت آمیز انداز اختیار کرتے ہیں اور ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتے ہیں۔ وہ عموماً کسی بات کو بیان کر کے آخر میں فرماتے ہیں "اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو" ایک جگہ فرماتے ہیں "اس بات کو خوب سمجھو اور اسے غنیمت جانو"۔(42)

تکرارِ مضامین

تفسیر التاویلات النجمیہ میں کسی اہم باطنی و روحانی نکتے یا تصوف و سلوک کے کسی مسئلے کو مختلف آیات کی تفسیر میں مختلف پیرائے میں دہرایا جاتا ہے تاکہ وہ قاری کے ذہن میں راسخ ہو جائے۔ مثلاً وہ پوری تفسیر میں

بالعموم اور سورۃ البقرہ میں بالخصوص بار بار "عہد الست" کو یاد دلا کر قاری کو خود شناسی اور رب شناسی کی طرف راغب کرتے ہیں اور اس کو اپنا پرانا وعدہ یاد دلا کر اس کو وفا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

تمثیلی اسلوب

شیخ نجم الدینؒ تمثیلی اسلوب اختیار کرتے ہیں جس کے ذریعے وہ باطنی حقیقت کو قاری کے لیے قابلِ فہم بناتے ہیں۔ مثلاً آیت "وَلِنُعَلِّمَهُۥ مِن تَأۡوِيلِ ٱلۡأَحَادِيثِ" کی وضاحت کرتے ہوئے وہ یوسف علیہ السلام کی روحانی تربیت کو ایک درخت اور اس کی جڑوں کی مثال سے واضح کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جیسے درخت کی شاخوں میں پھل اسی وقت آتا ہے جب اس کی جڑیں زمین میں گہری ہوں، اسی طرح علومِ لدنیہ اور مشاہداتِ ربانیہ کی روحانی "ثمرات" صرف اسی دل میں ظاہر ہوتی ہیں جس کی بنیاد "طینۃ الانسانیۃ" یعنی انسانی خاکساری اور حقیقتِ بشری پر قائم ہو۔(43)

تنوعِ اسالیب

تفسیر التاویلات النجمیہ میں کہیں استدلالی انداز ملتا ہے جہاں عقلی دلائل سے آیت کی باطنی معانی کو بیان کیا جاتا ہے، کہیں نصیحت آموز انداز ہوتا ہے جہاں روحانی اور اخلاقی تربیت پر زور دیا جاتا ہے اور کہیں وجدانی کیفیات کا بیان ہوتا ہے جہاں صوفی کے قلبی تجربات کی جھلک دکھائی جاتی ہے۔

خلاصہ بحث

تفسیر التاویلات النجمیہ شیخ نجم الدینؒ کی مشہور اشاری تفسیر ہے جس کا تکملہ علاء الدولہ سمنانیؒ نے عین الحیاۃ کے نام سے کیا ہے۔ یہ تفسیر ساتویں صدی ہجری کی ایک اہم تفسیر ہے جو اہل سنت کے نقطہ نظر سے عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ ان کا منہج واضح کرتا ہے کہ کشف، الہام، اور روحانی معارف صرف تزکیہ کے ذرائع ہیں، نہ کہ علمِ غیب یا نبوت کے قائم مقام۔ وہ غلو، خود پرستی اور وحدۃ الوجود کے باطل تصورات پر تنقید کرتے ہوئے ایک سچے عبد کی توحیدی فکر کو پیش کرتے ہیں۔ ان کا اسلوب نہ صرف علمی گہرائی رکھتا ہے بلکہ فنی و ادبی حسن سے بھی بھرپور ہے۔ شیخ نجم الدینؒ اس تفسیر میں ظاہری تفسیر کے ساتھ ساتھ آیت کی باطنی تفسیر بھی کرتے ہیں اور بعض آیات میں تصوف و سلوک کے مسائل زیر بحث لاتے ہیں۔ ان کی باطنی تفسیر میں رموز و استعارات، عقل و نقل کے ساتھ ذوق و کشف کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ وہ قرآن و سنت کے مطابق ہی باطنی تفسیر بیان کرتے ہیں اور وہ کسی ایسی باطنی تفسیر کے قائل نہیں جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔ وہ قرآن مجید کی ظاہری تفسیر کو باطنی تفسیر پر مقدم تسلیم کرتے ہیں۔ اس تفسیر میں شیخ نجم الدینؒ نے روحانی مفاہیم کو اس انداز سے بیان کیا کہ تصوف،

شریعت کے تابع نظر آتا ہے نہ کہ اس سے متصادم۔ وہ عموماً قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر دوسری قرآنی آیات سے کرتے ہیں۔ آیات کی تائید اور وضاحت کے لئے احادیث نبویہ سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ وہ اپنی تفسیر میں نہ صرف اپنے ذاتی مشاہدات و واردات شامل کرتے ہیں بلکہ دیگر صوفیاء مثلاً شیخ جنید بغدادیؒ اور شیخ ابو الحسن خرقانیؒ وغیرہ کے اقوال اور افکار سے بھی استفادہ کرتے ہیں اور ان کی آراء کو باطنی تشریحات میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ قرآنی آیت کی گہرائی تک پہنچنے کے لیے الفاظ کے لغوی معانی اور نحوی قواعد کو بھی بنیاد بناتے ہیں۔ وہ اپنے مؤقف کی تائید کے لئے عربی اشعار بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ حروف مقطعات کی تفسیر میں کچھ اشارات، روحانی تاویلات اور عرفانی نکات بیان کرتے ہیں۔ وہ یہود و نصاریٰ کے علاوہ، قدریہ، جبریہ، شیعہ، معتزلہ اور فلاسفہ پر تنقید کرتے ہیں اور صوفیانہ انحرافات جیسے حلول و اتحاد پر سخت نقد کرتے ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کی روحانی فضائل، خصوصیات اور کمالات کو عرفانی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ وہ نفس کی پاکیزگی، دنیاوی خواہشات سے کنارہ کشی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت کی طرف مائل کرنے کا درس دیتے ہیں۔

حواشی

[1] ۔ صفدي، صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله، الوافي بالوفيات، دار إحياء التراث بیروت، 1420ھ / 2000ء، ج17، ص313

[2] ۔ نجم الدین ابو بکر عبد اللہ بن محمد، مرصاد العباد، نولکشور گیس پرنٹنگ ورکس، لاہور، 1432ھ / 2010ء، ص11

[3] ۔ نجم الدین، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، منارات السائرین و مقامات الطائرین، تحقیق، سعید عبد الفتاح، دار سعاد الصباح، طبعہ اولیٰ 1414ھ / 1993ء، ص9

[4] ۔۔ جامی، نور الدین محمد بن عبد الرحمٰن، نفحات الانس، مترجم سید احمد علی چشتی نظامی، دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور، 1423ھ / 2003ء، ص382

[5] ۔ آپ کا نام احمد بن عمر، کنیت ابو الجناب اور لقب کبریٰ ہے۔ مناظرہ میں ہر کسی پر غالب آنے کی وجہ سے انہیں کبریٰ کا لقب دیا گیا۔ آپ کو شیخ ولی تراش بھی کہتے ہیں کیونکہ جس پر آپ کی نظر مبارک پڑ جاتی وہ ولایت کے درجہ تک پہنچ جاتا۔ آپ کی شہادت 618 ہجری کو ہوئی۔ شیخ مجد الدین بغدادیؒ، شیخ نجم الدین رازیؒ اور مولانا جلال الدین رومیؒ آپ کے مریدوں میں سے تھے۔ جامی، نور الدین، نفحات الانس، ص446

[6] ۔ ذہبی، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، دار الغرب الإسلامي- بيروت، 1424ھ / 2003ء، ج14، ص756

[7] ۔الأدنہ وي، أحمد بن محمد، طبقات المفسرين، مكتبة العلوم والحكم –السعودية، 1417ھ /1997ء، ص238

[8] ۔آپ کا نام احمد بن محمد ہے آپ سمنان کے بادشاہی خاندان میں سے ہیں۔ آپ نے 689 ہجری کو شیخ نورالدین عبد الرحمٰن سے ارشاد کی اجازت حاصل کی۔ آپ 736 ہجری کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ جامی، نورالدین، نفحات الانس، ص467

[9] ۔ذہبیؒ، محمد حسین، التفسیر والمفسرون، مکتبہ وھبہ، قاہرہ، ج2، ص291

[10] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ البقرۃ:24

[11] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ آل عمران:103

[12] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ البقرۃ:24

[13] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ آل عمران:175

[14] ۔سورۃ النحل:5

[15] ۔سورۃ البقرۃ:29

[16] ۔سورۃ الجاثیہ:13

[17] ۔ امام مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي ،مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء، رقم الحديث، 2686

[18] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ النساء:40

[19] ۔آپ کی کنیت ابوالقاسم اور لقب قواریری، زجاج اور خراز ہیں۔ آپ دراصل نہاوند کے رہنے والے تھے اور پیدائش بغداد کی تھی۔ آپ صوفیوں کے امام و سردار ہیں۔ آپ 297 ہجری میں انتقال کر گئے۔ جامی، نورالدین، نفحات الانس، ص11

[20] ۔آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان ہے۔ آپ کا دادا بت پرست تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ ایران کے صوبے خراسان کے شہر بسطام میں 188 ہجری کو پیدا ہوئے اور 261 ہجری کو وفات پاگئے۔ آپ وقت کے ولی اور اصحاب رائے و اجتہاد تھے۔ جامی، نور الدین، نفحات الانس، ص87

[21] ۔آپ کا نام علی بن جعفر ہے۔ آپ غوث زمانہ تھے۔ تصوف میں ان کی نسبت سلطان العارفین ابو یزید بسطامیؒ سے ہے۔ آپ 425 ہجری میں وفات پاگئے ہیں۔ جامی، نور الدین، نفحات الانس، ص335

[22] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ البقرۃ:88

[23] ۔سورۃ مریم:90

[24] ۔سورۃ البقرہ:71

[25] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ: سورۃ الکھف:93

[26] ۔نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ: سورۃ الانعام:1

[27] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ البقرۃ:72

[28] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ الاسراء:81

[29] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ البقرۃ:1

[30] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ البقرۃ:1

[31] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ النساء:159

[32] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ: سورۃ آل عمران:176

[33] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ النساء:171

[34] ۔۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ الانعام:64

[35] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ الانعام:59

[36] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ الاسراء:85

[37] ۔ سورۃ الکھف:1

[38] ۔ سورۃ مریم:2

[39] ۔ سورۃ الإسراء:1

[40] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ: سورۃ لاسراء:85

[41] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ، سورۃ البقرۃ:2

[42] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ: سورۃ الاسراء:44

[43] ۔ نجم الدینؒ، التاویلات النجمیہ: سورۃ یوسف:21